جلد02شمارہ16، 2023

Article

Aslam Fazi as Haiku Writer

اسلم فیضی بطور ہائیکو نگار

Dr Bismina*[1], Dr Kiran Dawood Butt[2]
[1] Associate Professor and HOD, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
[2] Assistant Professor Sardar Bahadar Khan Women University Quetta Balochistan
*Correspondence:

ڈاکٹر بسمینہ[1]، ڈاکٹر کرن داؤد بٹ[2]

[1] ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدرِ شعبہ اردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور، [2] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، سردار بہادر خان یونیورسٹی، کوئٹہ، بلوچستان

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813
Received:09-09-2023
Accepted:27-11-2023
Online:30-06-2023

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: At the beginning of the twentieth century, Urdu poetry took a new turn. As the topics were changing, a change in style was a must. It was necessary to create a harmony in the accent. Therefore, the experiment of using the popular genres in other countries' languages in Urdu, "Haiku" is a similar experiment. "Haiku" is originally a Japanese genre of speech, where short poems have been accepted since early times. In the same way as Duhe in India or Rabai and Ghazal poems in Iran or Qasayed in ancient Arabic literature, Arjuzat or Arajiz had a standard of acceptance.

Keywords: Angles,Human, Thoughts, Fashion, Poetry, Popular, Acceptance, Harmony

ہائیکو قدیم جاپانی طرز سخن سے مشابہ ، چھوٹی بحر کی ایسی مختصر نظم ہے جو تین سطروں پر مشتمل ہے۔ اس میں قافیہ اور ردیف کی کوئی قید نہیں۔ ہائیکو جاپانی شاعری کی ایسی صنف ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے دنیا کی مختلف زبانوں میں مروج ہے۔ اردو کی جدید اصناف نظم میں سب سے آخری درجہ اس صنف کو حاصل ہے جس میں فطری مظاہر کی زبان میں بات کہی جاتی ہے۔ ایک ہائیکو میں 17 الفاظ استعمال ہوتے ہیں پہلی سطر میں پانچ دوسری میں سات اور تیسری میں پانچ۔ ڈاکٹر رفعت اختر اپنی کتاب ''ہائیکو تنقیدی جائزہ''میں لکھتے ہیں کہ:

> ''اگر ہم جاپانی ادب کا جائزہ لیں تو یہ چینی ادب کی نقل ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جاپان کے کلچر اور تمدن کو فروغ دینے میں چین کا زبردست ہاتھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ ادب، مذہب ثقافت، فلسفہ اور زبان وغیرہ میں بھی چین کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں، جب ہم زبان کی بات کرتے ہیں تو جاپانی زبان کے ماہرین کا خیال ہے کہ جاپانی زبان کوریائی زبان اور منگول اور ترکی زبانوں کے اثر سے وجود میں آئی جو تصویری زبان میں لکھی جاتی تھی''(1)

اردو شاعری میں رائج ہونے والی مختلف اصناف اور شعری ہیئتوں کے مختلف سرچشمے ہیں جن میں ہائیکو اپنی بھرپور رعنائیوں کے ساتھ ادب کے افق پر نمودار ہوئی۔ تقریباً ساٹھ کی دہائی میں جب شاعر اردو ہائیکو نگاری کی ابتدائی صورت سے آشنا ہوا اور موضوعات، ہیئت ،اوزان کے تجربات سے تین مصروں میں تخیل کی ایسی کائنات برپا کی جو دریا کو کوزے میں بند کرنے کا ایک بہترین فن کہلاتا ہے۔

> "اس جاپانی صنفِ سخن کا اولین نام ہاکو اور مقبول و مشہور نام "ہائیکو ہے۔"(2)

ہائیکو بشمولِ دیگر فنی پابندی کے اپنی مخصوص ہیت سے پہچانی جاتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں تقریباََ سبھی شعراء اوزان کے پابند رہتے ہوئے ہائیکو لکھ رہے ہیں مگر پانچ سات پانچ کی پابندی کے ساتھ کچھ ہی شعراء کامیاب ہوئے۔ نئے شعراء میں اسلم فیضی نے مساوی الاوزان اور ہیئت کی پابندی کے ساتھ ہائیکو میں اپنی پہچان بنائی۔ " جھیل میں اُترتی شام "اسلم فیضی کا ہائیکو مجموعہ جو 2011 اپریل کو منظر عام پر آیا۔ جس میں ہائیکو کے مزاج اور مضامین کو نہایت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ ''ہائیکو مجموعہ'' ہائیکو کی سبدِ گل میں ایک تازہ پھول کی مانند ہے۔ جو اہل نقد و نظر کی توجہ کا حامل اور قارئین کی داد و تحسین کا مستحق و حق دار ٹھہرا۔ ممتاز دانشور شاعر و ادیب ریاض مجید ان کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

" فیضی کے اسلوب میں وہ قرینہ موجود ہے جسے سادگیِ اظہار ہیں اور جو ہائیکو کے لیے

ضروری ہیں۔" (3)

ہائیکو کے کینوس پر فطرت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اسلم فیضی کی ہائیکو بھی انہی خوبصورتیوں سے مملو ہیں۔ انہوں نے قدرت کی ہر نعمت کو پیشتر رنگوں کے ساتھ بر پور مہارت سے پیش کیا اور فطری ماحول میں ڈوب کر نہایت اُجلے اور نرم لفظوں کے دھاگوں سے ہائیکو کی لڑیاں پروئی۔ اسلم فیضی کی ہائیکو کو "پاکستان میں اردو ہائیکو" میں رفیق سند دہلوی نے بطور سند شامل کیا۔

شام ہوتے ہی آ گئے ریوڑ

گھنٹیوں کی صدائے آتی ہیں

دُھول اُڑنے لگی ہے بستی میں (4)

جھیل میں اُترتی شام میں اسلم فیضی نے اپنی تمام فنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی ہائیکو کو تمام لوازمات سے آراستہ کیا ہے۔ جس میں بیک وقت موسمی کیفیات ,رنگینی فطرت ,پتوں کی کھنک اور عشق وہ محبت کی نرم وملائم باتیں پائی جاتی ہیں- اسلم فیضی عصر حاضر پر کڑی نظر رکھنے والی شخصیت ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں فقر و درویشی، روایتی کلاسکیت، سنجیدہ اور پر مزاح ظریفانہ لفظوں سے پرہیز اور کنائیوں کی زبان شامل ہے۔ پروفیسر محمد اقبال اسلم فیضی کی لفظیات کے بارے میں کچھ یوں کہتے ہیں۔

" اسلم کے ہاں لفظ کو برتنے کا سلیقہ کمال درجے کا پایا جاتا ہے موصوف کے جذبات اور

تخیل کی اآمیزش میں نرماہٹ ہے"(5)

اسلم فیضی کے ہاں رومانیت ، حزن و ملال اور دیہات کی ٹھنڈی اور نرم مٹی کی پرچھائیوں کا ہر رنگ ایک نکھری بہار دیتا ہے، انہوں نے ہجر کے کرب کو آنسوؤں کی نمی کے ساتھ اپنی ہائیکو کا دلکش حصہ بنایا ہے۔ ان کی ہائیکو میں مصروں کی بُنت، الفاظ کی نشست و برخاست اور خیال کی چاشنی سے ان کے ذہین لکھاری ہونے کا احساس اور لکھنے کا عمل ان کے خون میں ایسے تیرتا نظر آتا ہے، جیسے انہوں نے ہائیکو کی روح میں بیٹھ کر لکھا ہو۔ وہ لفظ کی اہمیت سے آگاہ ہیں اور یہی طرزِ عمل ان کی ہائیکو کا بنیادی وصف ہے۔

چاند بدلی کی اوٹ سے نکلا

اور دریا میں ڈولتی کشتی

کس قیامت کا سحر طاری ہے(6)

محبت اسلم فیضی کا بنیادی استعارہ ہے، وطن کی مٹی کی خوشبو، بدلتے موسموں کے وار کو استعارہ مانتے ہوئے انہوں نے ہائیکو کی ایسی دنیا سجائی ہے۔ گویا اس کے استعمال سے نہایت مہارت اور قرینے سے اپنے خیالات کو ایک داستان میں ڈھال رہے ہو۔ ان کے ہائیکو پڑھتے ہوئے گہرے لطف کی فضاؤں میں خود کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اسلم فیضی ہندوستانی ہیں انہیں اپنے وطن سے بے حد پیار ہے۔ اپنے دیس کی مٹی کی خوشبو ان کی نس نس میں رچی بسی ہوئی ہے اور زبان و ادب کی خدمت کرنا ان کی زندگی کا اولین مقصد ہے۔ ان کے بہت سے ہائیکو اپنے ملک سے محبت اور والہانہ وابستگی کے مظہر ہیں بطورِ تمثیل ان ہائیکوز کو ملاحظہ کیجیے:

موسموں کے عذاب سہہ سہہ کر

کیسے کیسے اناج دیتی ہے

کون مٹی کی ممتا بھولے(7)

میری مٹی اُداس مت ہونا

میں خزاؤں کے وار سہ کر بھی

تیرے دامن میں پھول بھر دوں گا(8)

اسلم فیضی سادگی پسند شاعر ہیں۔ ان کے طریقہ اظہار میں کسی طرح کی پیچیدگی، تصنع یا ابہام نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنے مشاہدات و تجربات کو ہی اپنے تخلیقی شعور سے زیب قرطاس کر دیتے ہیں۔ اس لیے ان کے اشعار میں زندگی کی جرت اور تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ اسلم فیضی نے "جھیل میں اُترتی شام" کے وسیلے سے اسباب تعفن مہیا کرنے کے ساتھ نہایت محتاط اور بڑے مودب انداز میں کربلا کی خاک کو کچھ ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ جس کے آئینہ میں صاف دکھائی دیتا ہے وہ روشنی پر یقین رکھنے والے سچے شاعر ہیں:

آرہی ہے یہ کربلا سے صدا

آنے والے یزید بھی سن لیں

روشنی قتل ہو نہیں سکتی(9)

اسلم فیضی نے ”جھیل میں اُترتی شام“ میں قادر الکلامی سے ہائیکو کو بیان کیا جس کے سبب ہائیکو میں مکمل آہنگ اور روانی موجود ہے۔ ان کے ہائیکو میں احساس و محبت، فطرت کا حسن اور انسانی کیفیات کا عکس ملتا ہے۔ انہوں نے معاشرے کے دکھ درد، ظلم و ستم اور پسماندہ طبقے کا تذکرہ اپنے قلمی جہاد سے کیا:

زرد پہرے بٹھادئے شہ نے

کیوں غریبوں نے اپنی بستی میں

سبز موسم کے خواب دیکھے تھے(10)

ثلاثی کہنے والے شعراء کے زمرے میں اسلم فرخی ایک معتبر نام ہے۔ ان کی مہارت شعر گوئی اور فکری بالیدگی، گہری سوچ، ہلکی پھلکی طنز کی چاشنی ان کے فن کے خاص اوصاف ہیں۔ ”جھیل میں اُترتی شام“ کا ہر بند ایک ثلاثی ہے مترنم کلام کو تحت اللفظ میں ثلاثی پیش کیا۔ اس میں سماجی کوائف بھی ہیں اور کئی تلخ سچائیاں، جنہیں پیش کر کے انہوں نے آئینہ دکھاتے ہوئے معاشرے کے ذہن پر دستک دی ہے۔ لطیف طنز یہ ملاحظہ کیجیے:

یہ بھی سچ ہے کہ زرد موسم نے

ٹہنیوں پر جما لیے پہرے

پھر بھی پھولوں کا رواج آئے گا(11)

اسلم فیضی نے شاعری میں ڈھکے چھپے الفاظ میں ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف احتجاج اور اشاروں کنائیوں کے ذریعے علامتوں کے پردے میں قاری تک اپنا مدعا پہنچایا ہے۔ ان کی ہائیکوز میں روایت پسندی کا ذائقہ دنیا کی بے ثباتی شاعری کو منعکس کرتے ہیں۔ دنیا کی زندگی کا مقصد اسلم فیضی کی نگاہ نے بھانپ کر اس کی بے ثباتی کو بڑے انہماک سے بیان کیا:

جن کے سر میں غرور پلتا ہو

اُن سے کہہ دو کہ وہ کبھی جا کر

ٹوٹی قبروں کی بے کسی دیکھیں(12)

"جھیل میں اترتی شام" کے ہائیکو میں سنجیدگی غالب آتی ہے۔اور حیات و کائنات کی مختلف چیزوں اور نوع بہ نوع پہلوؤں کا اس انداز سے ذکر کرنا کہ ہونٹوں پر مسکراہٹ کی شفق کھیلنے لگے یہی اس مجموعے کا خاصہ ہے۔اس مجموعے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ براہِ راست فرد کو ہدف ملامت نہی بنایا جائے بلکہ ایسا انداز اپنایا جائے کہ پیغام کی ترسیل بھی ہو جائے اور بات بھی ناگوار نہ ہو۔"جھیل میں اترتی شام" میں عموماَ ان ہی موضوعات کا ذکر ہے جن کو اکثر ہائیکو میں نظر انداز کیا جاتا ہے:

اُجلی اُجلی سفید بدلی میں

نقش کیا کیا اُبھرتے جاتے ہیں

سب کمالات ہیں تصور کے(13)

اسلم فیضی نے اپنی شاعری میں عشق حقیقی کا بر محل استعمال کیا ہے۔وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں منزلوں کو عمدہ انداز میں پیش کیا۔انہوں نے اپنی ہائیکو سے تصوف کو ایسی رونق بخشی کہ کلام میں عشق و محبت، درد و غم، ظلم و بے بسی، ہجر و فراق، یاس و تڑپ، وصال و رخصت کے ساتھ ساتھ ہر اس موضوع کو اپنی شاعری میں جگہ دی جس کا تعلق بلاواسطہ خدا کی وحدانیت اور اس کے رسولؐ سے ہو۔خدا کے ظہور کو اپنے کلام میں پیش کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں:

اُس کی قدرت کے رنگ ہیں سارے

جس نے بخشا جمال فطرت کو

ساری حمد و ثنا اُسی کے لیے(14)

اسلم فیضی نے نبی آخر الزماں کی شان میں بہترین ہائیکو لکھتے ہوئے تصوف کے ایسے باب کھولے جن کا تصور قاری کے دل میں محبت رسولؐ کے نور کی روشنی اپنے رنگ بکھیرتی نظر آتی ہے۔ ان کی نعتیہ ہائیکو میں بے ثباتِ عالم، صبر و توکل، استغناء اور اخلاق کا تذکرہ ملتا ہے جو جزوِ کل کے ساتھ ساتھ درویشانہ بے نیازی اور شاعرانہ خودداری کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ انسانی فطرت کا سب سے قوی جذبہ عشق ہے اور اسلم فیضی نے اس جذبے سے سرشار رسول ﷺ کی تڑپ میں اپنے قلم سے موتی اس طرح پروئے ہیں کہ:

جب بھی نعتِ رسول سنتا ہوں

ایسا محسوس ہونے لگتا ہے

جیسے لمحے درود پڑھتے ہوں(15)

اسلم فیضی کی ہائیکو کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنہارات اور حسین چاندنیوں کا شیدائی ہے - دریا جھیل, سمندر اور بادل اُن کے پسندیدہ موضوعات ہیں - اسلم فیضی نے مساوی الاوزان اور پانچ سات پانچ کی ہیئتوں میں ہائیکو لکھے ہیں اور اسی ہیئتوں میں اُنہوں نے موسمیاتی حوالوں کو قلم بند کیا ہے - خوشنما کلیاں, صحرا، بارش, کوئل کی آواز اور فضاء کی خوبصورتی ان کی شاعری کا حسن بڑھا دیتے ہیں ۔اسلم فیضی کی شاعری کا پس منظر حسین تنہاراتوں سے بُنا ہوا ہے - دریا کی ڈوبتی کشتی کی تصویر کاری ان کی شاعری میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ریاض احمد نے ہائیکو کا تعارف اپنے ایک مضمون میں کچھ یوں کرایا ہے:

> ”زندگی کی شاعری، فطرت کی شاعری، حقیقت کی شاعری یا ماحول کی شاعری مجھے نہیں پتا کہ میں اس کو کیا نام دوں۔ مجھے ایسا کوئی لفظ نہیں مل رہا جو ان سب کی نمائندگی کر سکے اور اسے میں ہائیکو کہہ سکوں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہائیکو تو بس ہائیکو ہی ہے اس کا ترجمہ نہ تو اردو میں ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم پوئیٹری کا ترجمہ ”نظم“ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کی شاعری کا وجود اردو میں اس سے پہلے نہیں رہا ہے“۔(16)

مجموعی طور پر اسلم فیضی کی شاعری میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ اُنہوں نے اپنی کتاب " جھیل میں اُترتی شام " میں اپنی بھرپور توانائی صرف کی ہے۔ وہ الفاظ کے صفت گر معلوم ہوتے ہیں اہل قلم نے بھی ان کے فن کا اعتراف کیا ہے- شجاعت اعلی راہی، اسلم فیضی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" فیضی وہ جوہری ہے جو الفاظ کو صیقل کر کے اس سہ زاویہ ہیرے کی آب وہ تاب بڑھانے کے ہنر شناسا ہے "(17)

اسلم فیضی کے متعلق یہ رائے پورے وثوق سے درست ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ پاکستان میں اُردو ہائیکو لکھنے والوں میں بڑا حصہ اسلم فیضی کا ہے- اُنہوں ہائیکو لکھنے میں تمام فنی نزاکتوں کو مد نظر رکھا ہے- ان کا مجموعہ " جھیل میں اُترتی شام " صنف ہائیکو میں بہترین اور گراں قدر ہے- اسلم فیضی کی ہائیکوز ادب میں خوبصورت اضافے کا سبب ہیں جو ہمیشہ ادب کے اُفق پر تاباں اور درخشاں رہے گا۔

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر، رفعت اختر، "ہائیکو تنقیدی جائزہ" نازش بک سنٹر دہلی، جولائی 1993ء ص17

2۔ رفیق سندیلوی، پاکستان میں اردو ہائیکو، نیشنل بُک فاؤنڈیشن اسلام آباد، 2017، ص31

3۔ اسلم فیضی" جھیل میں اُترتی شام "انجمن ترقی اُردو کوہاٹ 2011، ص 12

4۔ رفیق سندیلوی, پاکستان میں اُردو ہائیکو, نیشنل بُک فانڈیشن اسلام آباد، ص 289

5۔ اسلم فیضی" جھیل میں اُترتی شام "انجمن ترقی اُردو کوہاٹ 2011، ص 17

6۔ ہماری ویب پر جناب ڈاکٹر ریاض کا مقالہ ص47

7۔ اسلم فیضی" جھیل میں اُترتی شام "انجمن ترقی اُردو کوہاٹ 2011، ص 30

8۔ ہماری ویب پر جناب ڈاکٹر ریاض کا مقالہ ص45

9۔ ایضاً ص32

10۔ ایضاً ص46

11۔ایضاً ص32

12۔ایضاً ص 114

13۔ایضاً ص22

14۔ایضاً ص 23

15۔ایضاً ص 43

16۔ایضاً ص32

17۔بحوالہ فلیپ اسلم فیضی" جھیل میں اُتر تی شام "انجمن ترقی اُردو، کوہاٹ،2011